

سبق پھر پڑھ.....!

عبدالغفار عزیز

اپریل کے اختتام پر سری لنکا جانے کا اتفاق ہوا۔ ایشیائی ممالک میں مسلمانوں کو درپیش مسائل کے بارے میں ایک سی بی نار میں شرکت کی۔ شرکانے بہت مفید گفتگو اور مشاورت کے بعد مستقبل کے لیے اہم فیصلے کیے۔ اللہ کی توفیق سے ان پر عمل درآمد ہو گیا تو یقیناً مفید ہوگا۔ بالخصوص ان ممالک میں کہ جہاں مسلم اقلیت کو اکثریت کے ہاتھوں گھبرمشکلات کا سامنا ہے۔

خود سری لنکا میں اکثریتی آبادی کا تعلق بدھ مت سے ہے (تقریباً ۷۰ فی صد)، دوسرے نمبر پر مسیحی، تیسرے نمبر پر ہندو ہیں اور چوتھے نمبر پر مسلمان۔ ماضی میں نسلی تعصبات کی آگ نے بہت نقصانات پہنچائے۔ تامل باغیوں نے ۲۰۰۹ء تک وہاں بہت خوں ریزی مچائی جسے بھارت کی واضح سرپرستی بھی حاصل تھی، بالآخر سری لنکن فوج نے باغیوں کا مکمل خاتمہ کر دیا۔ اب الحمد للہ مجموعی طور پر تمام شہری باہم شیر و شکر ہیں۔ سی بی نار کا افتتاحی سیشن قصر صدارت میں ہوا۔ صدر مملکت، وزیراعظم، اسپیکر، تین مسلمان وزرا، بھارت سے آئے ہوئے مولانا ارشد مدنی صاحب اور سعودی مشیر برائے مذہبی امور نے خطاب کیا۔

سری لنکا اپنی تاریخ، جغرافیہ، موسم اور تہذیب و عادات کے حوالے سے بہت دل چسپ اور اہم ملک ہے۔ اگرچہ سری لنکا تیسری بار جانا ہوا لیکن اس سفر میں کئی بہت دل چسپ انکشافات ہوئے۔ اتوار کے روز، سفر کے دوران میں پانچ اہم شہروں سے گزر ہوا۔ ہر جگہ بچے یونیفارم پہنے اسکول جا رہے تھے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ چھٹی کے دن ہر مذہب کے بچے اپنے مذہبی اداروں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس مذہبی تعلیم کے نمبر بعد ازاں بچے کی مجموعی تعلیمی اسناد میں شامل کیے جاتے ہیں۔

مسلمان بچوں اور بچیوں کے شاندار تعلیمی اداروں میں بھی جانے کا موقع ملا۔ جماعت اسلامی سری لنکا کے کارکنان سے بڑی تعداد میں ملاقاتیں ہوئیں۔ اس ابتدائی تعارف کے بعد صرف ایک مختصر بات پر غور کرنا پیش نظر ہے۔ اسمبلی کے اسپیکر جناب کارو جے سوریا نے اپنے گھر پہ مہمانوں کے اعزاز میں عشاء دیا تو اپنی استقبالیہ تقریر میں کہنے لگے: ”سری لنکن عوام کی ایک نمایاں پہچان اور عادت یہ ہے کہ We are the nation of smiling face (ہم مسکراتے چہروں والی قوم ہیں)۔ ہمارے شہری آپ کو ہمیشہ مسکراتے ہوئے ملیں گے۔ بعض اوقات دو افراد لڑ رہے ہوتے ہیں، تو اس وقت بھی مسکرا رہے ہوتے ہیں۔“ یقیناً یہ بات ۱۰۰ فی صد اسی طرح نہیں ہوگی، لیکن اس دعوے کا جس سری لنکن شہری سے بھی ذکر ہوا، اس نے تائید کی۔

جب سے یہ دعویٰ سنا اور مشاہدہ کیا ہے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بار بار یاد آ رہا ہے کہ: نَبِسْتُمْ كَلَوْجِهْ اَخِيكَ صَدَقَةٌ ”اپنے بھائی سے مسکراتے چہرے سے تمہارا ملنا بھی صدقہ ہے۔“ ذہن میں بار بار سوال اٹھتا ہے کہ بدھ اکثریت پر مشتمل ایک پوری ریاست اور پوری قوم اگر مسکراہٹ کو اپنی شناخت اور عادت کے طور پر متعارف کروا سکتی ہے، تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے ہم مسلمانوں کا باہم مسکرانا تو عین عبادت ہے، ہم اسے کیوں نہیں اپنا سکتے؟ آپ کے فرمان صدقہ پر غور فرمائیے۔ گویا ہم جب بھی مسکراتے ہیں تو کچھ بھی خرچ کیے بغیر، اللہ کی راہ میں خرچ کر رہے ہوتے ہیں۔ آپ اس بارے میں ہماری مزید حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں: لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَّلَوْ اَنْ تَلْقَى اَخَاكَ بِوَجْهِ طَلْقٍ ”کسی بھی نیکی کو حقیر نہ جانو، خواہ وہ تمہارا کھلے ہوئے چہرے اور خندہ پیشانی سے اپنے بھائی کو ملنا ہی کیوں نہ ہو۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ كَانَ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَسَامًا ”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت مسکرایا کرتے تھے۔“ حضرت جریر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد جب بھی آپ نے مجھے دیکھا، آپ مجھے دیکھ کر مسکرا دیے: وَلَا رَأَى الْاَلَا نَبَسْتُمْ فِي وَجْهِ (متفق علیہ)۔ اس کے باوجود ہم اسے اپنی پہچان کیوں نہیں بنا سکتے؟

آپ کی تعلیمات پر تھوڑا سا مزید غور کیا تو یاد دہانی ہوئی، کہ آپ نے تو ہمیں ہر قدم پر نیکیاں سمیٹنے کی بشارت اور ترغیب دی ہے۔ خلق خدا کے لیے ہر بھلائی کو صدقہ قرار دیا ہے۔

مثال کے طور پر ملاحظہ فرمائیے:

تَسْلِيمَهُ عَلَى مَنْ لَقِيَهُ صَدَقَةٌ، جو بھی ملے اسے سلام کہنا صدقہ ہے۔
رَدُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ، مسلمان کا مسلمان کے سلام کا جواب دینا صدقہ ہے۔
إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ، راستے سے کوئی بھی تکلیف دینے والی چیز ہٹا دینا صدقہ ہے۔

إِرْشَادُكَ الرَّجُلَ الطَّرِيقَ صَدَقَةٌ، کسی کو راستہ بتا دینا صدقہ ہے۔
مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ كُلُّ يَوْمٍ مِثْلَهُ صَدَقَةٌ، تنگ دست مقروض کو مہلت دینا ہر روز قرض کے برابر صدقہ کرنا ہے۔

إِتْبَاعُكَ الْجَنَازَ فَصَدَقَةٌ، کسی جنازے کے ساتھ تمہارا چلنا صدقہ ہے۔
إِفْرَاقُكُمْ مِنْ دَلْوٍ كَفَى دَلْوًا خَيْرًا صَدَقَةٌ، اپنے برتن سے اپنے بھائی کا برتن بھر دینا صدقہ ہے۔

نَصْرُكَ الرَّجُلَ الرَّدِيءَ النَّصْرَ لَكَ صَدَقَةٌ، کمزور نگاہ والے کی مدد کر دینا صدقہ ہے۔
تَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، دو افراد کے درمیان صلح کروا دینا صدقہ ہے۔
تُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعًا صَدَقَةٌ، کسی کو اس کی سواری پر بیٹھنے میں مدد دینا یا اس کا سامان رکھوانے میں مدد کرنا صدقہ ہے۔

الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، کوئی بھی اچھی بات کہہ دینا صدقہ ہے۔
كُلُّ خُطْوَةٍ تَمْشِي بِهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، نماز کے لیے جاتے ہوئے ہر قدم صدقہ ہے۔
كُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، ہر تسبیح صدقہ ہے۔

كُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، اللہ کی ہر حمد بیان کرنا صدقہ ہے۔
كُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، کلمہ طیبہ پڑھنا صدقہ ہے۔
كُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، ہر تکبیر صدقہ ہے۔

بُضْعَةُ أَهْلِ صَدَقَةٌ، میاں بیوی کا ملنا صدقہ ہے۔
مَا أَطْعَمْتَ نَفْسَكَ فِيهِ لَكَ صَدَقَةٌ، تم جو (رزق حلال) خود کو کھلاتے ہو وہ صدقہ ہے۔

مَا أَطْعَمْتُمْ وَلَا ذَكَرْتُمْ لَكُمْ صَدَقَةٌ، جو کچھ اپنے بچوں کو کھلایا صدقہ ہے۔
 مَا أَطْعَمْتُمْ وَلَا ذَكَرْتُمْ لَكُمْ صَدَقَةٌ، جو کچھ اپنی اہلیہ/ اپنے شوہر کو کھلایا وہ صدقہ ہے۔
 مَا أَطْعَمْتُمْ خَادِمَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، تم نے جو کچھ اپنے خادم کو کھلایا وہ تمہارے
 لیے صدقہ ہے۔

أَمْرًا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيًا عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے۔
 نَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، برائی سے روکنا صدقہ ہے۔
 يُمَسِّكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ، شر سے اپنے آپ کو روک لے تو یہ بھی اس کے لیے
 صدقہ ہے۔

ان اور اس طرح کی دیگر صحیح احادیث کے آئینے میں دیکھیں تو کئی سبق حاصل ہوتے ہیں۔
 مثال کے طور پر اگر نیت خالص اور کوشش سچی ہو تو ایک صاحب ایمان کی زندگی کا ہر لمحہ، بہترین
 عبادت اور رب کی بندگی بن جاتا ہے۔ دوسری طرف اگر نیت میں فتور، دل میں غرور، ذہن میں
 ریا کاری کا شائبہ یا زبان و نگاہ سے احسان جتلانے کا ارتکاب ہو جائے، تو بڑی سے بڑی نیکی بھی
 راکھ بنا کر ہوا میں اڑادی جاتی ہے (ہبائی منثوراً)۔ جن اعمال کو رحمۃ للعالمین نے صدقہ قرار دیا
 ان پر غور کریں تو ان کی غالب اکثریت دوسروں سے حُسن سلوک، ان کا بھلا سوچنے اور ان سے
 بھلائی کرنے پر مشتمل ہے۔

ایک اور اصولی بات بھی بہت اہم ہے۔ ہم بعض اوقات حُسن معاشرت یا حُسن عمل کے بہت
 سارے پہلوؤں کو غیر اہم سمجھ لیتے ہیں۔ معاشرے میں پائے جانے والے بڑے بڑے ناسور،
 اقامت دین کا عظیم فریضہ، ظلم اور ظالموں سے نجات کی جاں گسل جدوجہد، اصلاح معاشرہ اور
 اصلاح حکومت جیسے کارِ نبوت ایک جانب رکھیں تو مسکرا کر ملنا، راستے سے اذیت ہٹا دینا، کھانا
 کھلا دینا، عیادت و تعزیت کر لینا یا بعض تسبیحات و اذکار کر لینا، بہت چھوٹی باتیں محسوس ہونے لگتی
 ہیں۔ لیکن اسی موقع پر ایک مسلمان کی زندگی میں توازن کا امتحان ہوتا ہے۔ ہم میں سے کچھ افراد
 اذکار و اُرداہی پر اکتفا کرتے ہوئے صرف اسے ہی راہِ نجات سمجھ لیتے ہیں۔ بعض دوسرے ان مسنون
 اعمال کی استہزائیک کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ حالاں کہ دونوں پہلو ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔

اُمّتِ مصطفویٰ کی کئی اہم عبادات جنہیں ہم نے فراموش کر دیا اور دوسروں نے اپنا لیا ہے
 کا شدید احساس جاپان جا کر بھی ہوا۔ وہاں موجود احباب نے جاپانی معاشرے کی بہت سی خوبیوں
 میں سے ایک خوبی یہ بتائی کہ: ”کسی جاپانی کے بارے میں یہ سمجھنا کہ وہ آپ سے جھوٹ بولے گا،
 یہ نہیں ہو سکتا“۔ سبحان اللہ، ایک جاپانی صرف اس لیے جھوٹ نہیں بولے گا کہ وہ جاپانی ہے، اور
 اس کے معاشرے نے اسے جھوٹ نہ بولنے کی تعلیم دی ہے۔ جھوٹ سے بچنے بلکہ جھوٹ کے
 بارے میں سوچنے سے بھی منع کرنے کے لیے وہاں کے نرسری اسکولوں ہی سے تربیت کا عمل شروع
 ہو جاتا ہے۔ سچ ہی کی نہیں، محنت، خود اعتمادی، اور دوسروں کی مدد کرنے کی کئی مثالیں مشاہدہ کرنے
 کو ملیں گی۔ جاپان میں کسی سے راستہ پوچھ لیں تو مکمل تفصیل اور تسلی سے راہ بتائیں گے۔ بعض اوقات
 تو ساتھ ہی چل دیں گے کہ دشواری نہ ہو۔

صادق و امین ہستی کے اُمّتی تو ہم ہیں.....؟ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا
 کہ: اَيُّكُمْ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا؟ کیا کوئی مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، مومن جھوٹا
 نہیں ہو سکتا۔ آپ نے سچ کو جنت اور جھوٹ کو جہنم کی راہ قرار دیا۔ نبی کامل، دین کامل لے کر
 آئے۔ ایک کامل اسلامی معاشرہ، اس دین کامل کو اپنا کر ہی وجود میں آ سکتا ہے۔

ہم یہ حقیقت بھی جانتے ہیں کہ ذرہ برابر نیکی (مِنْقَالِ ذَرَّةٍ) بھی اکارت نہیں جاتی۔
 کویت کے ایک دوست کا سنایا ہوا، سچا واقعہ سن لیجیے۔ کہنے لگے کہ: ہماری مسجد میں ایک ہندو نے
 اسلام قبول کر لیا سب بہت خوش ہوئے۔ نو مسلم بھائی سے قبول اسلام کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ
 وہ ایک خاکروب ہے۔ گذشتہ طویل عرصے سے مسجد کی قریبی سڑکوں پر جھاڑو دیتا ہے۔ فلاں سڑک پر
 جھاڑو دیتے ہوئے، اذان کی آواز آتی۔ پھر فلاں گھر سے ایک صاحب باقاعدگی سے نماز کے لیے
 نکلتے۔ میرے پاس سے گزرتے ہوئے وہ اپنی جیب سے عطر کی شیشی نکالتے، مسکراتے ہوئے میرے
 ہاتھ کی پشت پر عطر لگاتے اور مسجد چلے جاتے..... بس ان کا یہ خاموش پیغام ہی مجھے آج مسجد لے آیا
 ہے۔ مسکراہٹ اور خوشبو کا صدقہ یقیناً دونوں کو جہنم کی آگ سے بچا گیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی عظیم الشان سلطنت میں ایک چھوٹے پرندے ہد ہد اور
 چھوٹی سی چیونٹی ہی کو دیکھ لیجیے۔ ہد ہد نے دیکھا کہ ملکہ اور اس کی رعایا، اللہ کے بجائے سورج کی

پوجا کر رہے ہیں، آنکھوں پر یقین نہ آیا، اور تڑپ کر دربار نبوت میں پہنچا۔ پورا ماجرا سنایا اور بالآخر ایک پوری قوم کو اللہ کی بندگی میں لانے کا ذریعہ بن گیا۔

چیوٹی نے دیکھا کہ ساری چیونٹیاں اپنے کام کاج میں لگن ہیں اور سلیمان علیہ السلام کا لشکر سر پہ آن پہنچا ہے۔ تن کے کھڑی ہو گئی، پوری قوت سے چلائی: يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٌ وَجُنُودُهُ (النمل ۲: ۱۸) ”چیوٹیو! فوراً گھروں کے اندر چلی جاؤ۔ یہ نہ ہو کہ سلیمان اور ان کا لشکر تمہیں کچل کر رکھ دے“۔ چیوٹی کی یہ دہائی حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی سنی، فوراً لشکر کو رکنے کا حکم دیا اور بے اختیار کلمات شکر زبان پر آ گئے: رَبِّ اَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ آلِي وَالْذِيَّوَانِ أَعْمَلُ صَالِحًا لَّئِنْ ضَلُّوْا أَدْخِلْنِي فِي رَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ (النمل ۲: ۱۹) ”اے میرے رب، مجھے قابو میں رکھ کہ میں اس احسان کا شکر ادا کرتا رہوں، جو تُو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اور ایسا عمل صالح کروں، جو تجھے پسند آئے، اور اپنی رحمت سے مجھ کو اپنے صالح بندوں میں داخل کر“۔ رب ذوالجلال کو یہ منظر اور اس میں پوشیدہ اسباق اتنے پسند آئے، کہ پورا واقعہ تا قیامت قرآن کریم میں ثبت کر دیا۔ ہمیں تعلیم دینا مقصود تھا کہ ہد ہد اور چیوٹی کے صدقے جتنا بھی صدقہ کرو گے (نیکی کا حکم صدقہ ہے) تو پورا پورا اجر ملے گا۔

چیوٹی کی اس پکار میں ایک اور بات بھی بہت اہم ہے۔ حضرت سلیمان اور آپ کے لشکر کی آمد سے خبردار کرتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی کہا: وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ، یعنی یہ نہ ہو کہ وہ تمہیں کچل ڈالیں اور انہیں پتا بھی نہ چلے۔ دوسروں سے حُسن ظن کی اس سے جامع مثال شاید کہیں اور نہ ملے۔ سری لنکا کی مسکراہٹ اور تعلیم کا اعلیٰ تناسب، جاپانیوں کی محنت اور سچائی، کویتی بھائی کی لگائی ہوئی خوشبو، ہد ہد کی زیر کی اور چیوٹی کی پکار، ہمیں بھی یہ پیغام دے رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قوانین طے شدہ ہیں۔ جو ان کی پابندی کرے گا، کامیاب و کامران ہوگا۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا

لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا